مشاہدات-908

ابوسعید حنیف احمد محمود-برطانیہ

✿✿✿ **تقریر** ✿✿✿

تقریر بابت سیرت رسولؐ

وقت 5-7 منٹ

آنحضورؐ کی چند مزید فضیلتیں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡھِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِھِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡھِمۡ وَیُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ۚ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ

(ال عمران:165)

یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دو سرا
کرے ہے روحِ قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پر کہتا ہوں
کہ اُس کی مرتبہ دانی میں ہے خدادانی

معزز سامعین! ادارہ مشاہدات کے تحت گزشتہ کچھ عرصہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء کے مقابل پر بتائی ہوئی بعض فضیلتوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ جو قسط اوّل کے طور پر آج اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اِس قسط میں گو 50 عناوین کے تحت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں اور فضیلتیں بیان ہوئی ہیں لیکن اِن 50 تقاریر کو تفصیل سے دیکھا جائے تو اِن فضیلتوں کی تعداد 50 سے کہیں زیادہ بنتی ہے۔ آج کی تقریر میں کچھ ایسی فضیلتوں کا ذکر کروں گا جو الگ سے تقریر کا روپ تو اختیار نہیں کر سکیں تاہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مرتبہ اور عالی شان کے پیشِ نظر اُن کا ذکر ضروری ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں:

أَنَا أَوَّلُهُمْ خُرُوجًا وَأَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا وَفَدُوا، وَأَنَا خَطِيبُهُمْ إِذَا أَنْصَتُوا، وَأَنَا مُشَفِّعُهُمْ إِذَا حُبِسُوا، وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوا

(الترمذی-کتاب المناقب عن رسول اللہؐ)

کہ سب سے پہلے مَیں (اپنی قبر) سے نکلوں گا اور جب لوگ وفد بن کر جائیں گے تو مَیں ہی ان کا قائد ہوں گا اور جب وہ خاموش ہوں گے تو مَیں ہی ان کا خطیب ہوں گا۔ مَیں ہی ان کی شفاعت کرنے والا ہوں جب وہ روک دیئے جائیں گے اور میں ہی انہیں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ مایوس ہو جائیں گے۔

سامعین! یہ مضمون بھی مختلف الفاظ میں مختلف جگہوں پر مختلف راویوں کے نام سے بیان ہوا ہے۔ جیسے فرمایا۔

أَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِي فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ

(الترمذی-کتاب المناقب عن رسول اللہؐ الرقم:3616)

یعنی سب سے پہلے جنت کا کُنڈا کھٹکھٹانے والا بھی مَیں ہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اِسے میرے لئے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا۔ میرے ساتھ فقیر و غریب مومن ہوں گے اور مجھے اس بات پر کوئی فخر نہیں۔ مَیں اولین و آخرین میں اللہ تعالیٰ کے حضور سب سے زیادہ عزت والا ہوں لیکن مجھے اس بات پر کوئی فخر نہیں۔

پھر ایک جگہ اپنی اِس فضیلت کو یوں بیان فرمایا۔

أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأُكْسَى حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ أَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي

(الترمذی کتاب المناقب عن رسول اللہؐ باب الرقم:3611)

کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سب سے پہلا شخص مَیں ہوں گا جس کی زمین (یعنی قبر) شق ہو گی، پھر مجھے ہی جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا، پھر مَیں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا، اُس مقام پر مخلوقات میں سے میرے سوا کوئی کھڑا نہیں ہو گا۔

سامعین! اب دیکھیں۔ مَیں نے جو مختلف احادیث سے تین حصّے بیان کئے ہیں اُن کو اگر یکجائی طور پر پیش کیا جائے تو خلاصۃً یوں ہو گا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیگر انبیاء پر میری فضیلتوں کا تسلسل اُخروی زندگی میں بھی جاری رہنے والا ہے اور جب حشر بپا ہو گا تو سب سے پہلے میرا نام پکارا جائے گا اور میری قبر سب سے پہلے پھاڑی جائے گی اور مَیں ہی سب سے پہلے اپنی قبر سے نکل کر جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا جو میرے لئے کھولا جائے گا اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا مَیں ہی ہوں گا۔ گویا اِس دنیا میں سب سے پہلے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا گیا مگر اُخروی دنیا میں روحانی طور پر سب سے پہلے پیدا ہونے والا مَیں ہوں گا۔ پھر مجھے جنت ہی کے (کپڑے کے) جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا۔ جس سے میری خوبصورتی کو چار چاند لگ جائیں گے اور مَیں عرش کی طرف سب سے بلند کھڑا ہوں گا۔ اُس وقت اوّلین و آخرین میں مَیں سب سے زیادہ عزّت پانے والا ہوں گا۔ اُخروی دنیا میں بھی آپؐ کے ہمراہ آپؐ کے ارد گرد مسکین اور فقیر مؤمن ہوں گے جیسا کہ اِس دنیا میں بھی آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے غریبوں اور مسکینوں میں تلاش کیا کرو۔ بلکہ ایک کافر یہ کہہ کر مدینہ میں داخل ہوا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے غریبوں کے جھمگٹے میں نظر آیا تو مَیں سمجھوں گا کہ یہ سچا نبی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب اُس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو غریبوں، مسکینوں اور فقیروں میں پایا تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر ایمان لے آیا۔

سامعین! اِسی پر بس نہیں بلکہ یوم حشر کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض مزید خوبیوں کے حامل ہوں گے۔ جیسے اِن بیان شدہ تین احادیث میں سے پہلی حدیث میں لکھا ہے کہ جب مَیں اِس اُخروی دنیا میں فاخرانہ لباس سے زیب تن ہو کر الگ ایک بلند مقام پر کھڑا ہوں گا تو مجھے اُن تمام وفود کا قائد بنایا جائے گا جو جنت کی طرف لئے جانے والے ہیں۔ اُن کا مَیں ہی خطیب ہوں گا۔ اُن کا امام ہوں گا۔ اگر جنت کے رکھوالے اِن وفود کو کسی جگہ روکیں گے اور داخل ہونے سے اُنہیں منع کریں گے تو مَیں شفاعت کروں گا اور اُن کی ناامیدی پر اُن کو بشارت دوں گا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

إِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُوْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأُذُنِ، فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ اسْتَغَاثُوْا بِآدَمَ، ثُمَّ بِمُوْسٰى، ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

(البخاری۔ کتاب الزکاۃ۔ باب مَنْ سأل الناس تَكَثُّرًا)

کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز سورج لوگوں کے بہت قریب آجائے گا یہاں تک کہ پسینہ نصف کانوں تک پہنچ جائے گا، لوگ اس حالت میں (پہلے) حضرت آدم علیہ السلام سے مدد مانگنے جائیں گے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے، پھر بالآخر (ہر ایک کے انکار پر) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگیں گے۔

پھر فرمایا کہ:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّيْنَ، وَخَطِيْبَهُمْ

(الترمذی۔ کتاب المناقب عن رسول اللہؐ۔ باب فی فضل النبیؐ)

کہ قیامت کے دن میں انبیاء کرام علیہم السلام کا امام، خطیب اور شفیع ہوں گا اور اس پر (مجھے) کوئی فخر نہیں۔ پھر اِسی مضمون کو اِس پیرائے میں بھی آپؐ نے بیان فرمایا کہ

أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ

(الدارمی۔ باب ما أعطی النبیؐ من الفضل الرقم: 49)

کہ مَیں رسولوں کا قائد ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں اور مَیں خاتم النبیین ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ مَیں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور مَیں ہی وہ پہلا (شخص) ہوں جس کی شفاعت قبول ہو گی اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ

سَيِّدُ الْأَنْبِيَاءِ خَمْسَةٌ، وَمُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم سَيِّدُ الْخَمْسَةِ: نُوحٌ، وَإِبْرَاهِيمُ، وَمُوسَى، وَعِيسَى صلوات الله وسلامه عليهم

(الحاكم فی المستدرک 2/595، الرقم:4007)

کہ انبیاء کرام کے سردار پانچ انبیاء کرام علیہم السلام ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان پانچوں کے بھی سردار ہیں یعنی حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

حضرت ابوہریرہؓ سے ہی ایک اور روایت ہے کہ

خِيَارُ وَلَدِ آدَمَ خَمْسَةٌ: نُوحٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَعِيسَى وَمُوسَى وَمُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم، وَخَيْرُهُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ

(البزار فی المسند (کشف الاستار)، 8/255، برقم:2368)

کہ تمام اولادِ آدم میں سے بہتر (یہ) پانچ ہستیاں ہیں: حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان سب میں سے افضل حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور مقام پر اِس مضمون کو یوں بیان فرمایا:

نَبِيُّنَا خَيْرُ الْأَنْبِيَاءِ

(الطبرانی فی المعجم الصغیر، 1/75، الرقم:94)

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جملہ انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔

سامعین! آج کی تقریر میں مَیں اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جو دوسری فضیلت بیان کرنے جارہا ہوں۔ وہ دُنیا کے تمام انبیاء پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ہے۔ اِسے بھی مختلف انداز میں مختلف الفاظ میں مختلف راویوں نے بیان کیا ہے۔ سب سے آخر میں آکر تمام انبیاء سے افضل قرار پانا اپنی ذات میں کوئی کم فضیلت نہیں ہے لیکن اِس فضیلت کو بیان کرتے ہوئے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار وَلَا فَخْرَ کے الفاظ فرما کر انکساری و عاجزی کی انتہا کر دی ہے۔ یہی نبی کا فخر ہوتا ہے۔ معراج کی رات جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کو السلام علیکم کہتے ہوئے سدرۃُ المنتہٰی پر تشریف لے گئے تو انبیاء آپؐ کے اس بلند مرتبہ کو پانے پر حیران بھی ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ نوجوان ہمارے بعد آکر ہم سے آگے بڑھ گیا ہے۔

آپؐ انبیاء کے امام اور خطیب قرار پائے یعنی آپؐ نے اِن کی امامت بھی فرمائی اور خطبہ میں خطیب بھی بنے۔ آپ قائد المرسلین قرار پائے۔ آپؐ مشہور و معروف انبیاء حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ سے بہتر اور خیر الانبیاء قرار دیئے گئے اور جو سب سے اہم مضمون ان احادیث میں بیان فضیلتوں میں بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ نہ صرف مؤمنوں شفاعت کریں گے بلکہ آپؐ تمام انبیاء کے بھی مُشَفِّع ہوں گے۔

سامعین! تیسری خوبی اور فضیلت آپؐ نے یہ بیان فرمائی کہ

وَعَدَنِي فِي أُمَّتِي وَأَجَارَهُمْ مِنْ ثَلَاثٍ لَا يَعُمُّهُمْ بِسَنَةٍ وَلَا يَسْتَأْصِلُهُمْ عَدُوٌّ وَلَا يَجْمَعُهُمْ عَلَى ضَلَالَةٍ

(الدارمی۔ فی السنن باب ما أعطِیَ النَّبِیُّ من الفضل، الرقم:54)

کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میری امت کے متعلق وعدہ کر رکھا ہے اور تین باتوں سے اِس امت کو بچایا ہے۔ ایسا قحط ان پر نہیں آئے گا جو پوری امت کا احاطہ کرلے اور کوئی دشمن اُسے جڑ سے نہیں اکھاڑ سکے گا اور (اللہ تعالیٰ) انہیں گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔

جہاں تک تیسری فضیلت کا تعلق ہے۔ اُس کا آپؐ کی امّت سے تعلق ہے۔ اِس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امّتِ محمدیہؐ کو تین بڑی آفات سے محفوظ رہنے کی خوشخبری دی ہے۔

اوّل قحط سے، دوم امت کا قلع قمع ہونے سے اور گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔

دوسری طرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری دور میں مسلمانوں کے بعض بُرائیوں میں مبتلا ہونے اور اسلامی تعلیمات سے دُور ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسے

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ وَلَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدَى عُلَمَاؤُهُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيهِمْ تَعُودُ

(مشكوة المصابيح۔كتاب العلم۔حديث 276)

حضرت علی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ (اس زمانہ کے لوگوں کی) مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے (یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے)۔

لیکن اِن بُرائیوں، کمزوریوں اور کوتاہیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کا امت پر احسان ہے کہ وہ مندرجہ بالا آفات سے من حیث الجماعت، من حیث القوم محفوظ رکھا ہوا ہے۔ مسلمان اپنے اعمال و غیر اسلامی حرکات کی وجہ سے مالی لحاظ سے کمزور ہیں۔ بعض جگہوں پر قحط کا سامنا رہتا ہے لیکن 52 اسلامی ممالک مکمل طور پر قحط سے محفوظ رہے ہیں۔ دوسرے نمبر پر اسلام کو جڑ سے اکھیڑنے سے محفوظ رہنے کی بشارت دی گئی ہے۔ اِس کو اگر آج دجّالی حکومتوں کے اثرورسوخ اور اسلام مخالف سازشوں کے تناظر میں دیکھیں تو وہ کسی اسلامی ریاست اور حکومت کو اپنے زر اور زورِ بازو سے ختم نہیں کر پائے۔ جہاں تک گمراہی پر جمع نہ ہونے کی بشارت کا تعلق ہے۔ ویسے تو مسلمانوں کی غیر اسلامی حرکات و سکنات سے اسلامی ممالک اتھاہ گمراہیوں میں مبتلا ہیں۔ شرک اور دیگر کئی بُرائیوں میں مبتلا ہیں لیکن اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبت خواہ وہ ظاہری ہی کیوں نہ ہو کے صدقے محفوظ چلے آرہے ہیں۔

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "أُتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ" پر الگ سے ایک تقریر تیار ہو کر آن لائن ہو چکی ہے تاہم حضرت ابو عبد اللہ کی یہ تشریح نظروں سے گزری کہ

أَنَّ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، أَنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُ الْأُمُورَ الْكَثِيرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُكْتَبُ فِي الْكُتُبِ قَبْلَهُ فِي الْأَمْرِ الْوَاحِدِ وَالْأَمْرَيْنِ أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ

(صحیح البخاری كِتَاب التَّعْبِيرِ بَابُ الْمَفَاتِيحِ فِي الْيَدِ حدیث نمبر 7013)

کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ "جوامع الکلم" سے مراد یہ ہے کہ بہت سے امور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کتابوں میں لکھے ہوئے تھے، ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک یا دو امور یا اسی جیسے اور میں جمع کر دیا ہے۔ دورِ اُخروی کے شہنشاہ حضرت مسیح موعودؑ بھی اِنہی معنوں کی طرف گئے ہیں کہ تمام سابقہ کتب کے جوامع الکلِم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں ڈال دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام انبیاء پر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک گزر چکے تھے۔ سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ ہرگز نہ کرسکتے۔ ان میں وہ دل وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبیؐ کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذاللہ سوءِ ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افتراء کرے گا۔ مَیں نبیوں کی عزت و حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم ہے اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے کہ اس کو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ہمارے نبی کریم صلعم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشآء۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 174)

پھر آپؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالَم کا عالَم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے

نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور زکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرّب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔"

(اتمام الحجۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"12، ربیع الاول کا دن وہ دن ہے جب دنیا میں وہ نور آیا جس کو اللہ تعالیٰ نے سراجِ منیر کہا۔ جس نے تمام دنیا کو روحانی روشنی عطا کرنی تھی اور کی۔ جس نے خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنی تھی اور کی۔ جس نے برسوں کے مُردوں کو روحانی زندگی دینی تھی اور دی۔ جس نے دنیا کو امن اور سلامتی عطا کرنی تھی اور عطا کی۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:108) اور ہم نے تجھے دنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ جو صرف انسانوں کے لئے نہیں بلکہ چرند پرند سب کے لئے رحمت ہے۔ جو صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی رحمت تھا اور ہے۔ اور جس کی تعلیم تا قیامت ہر ایک کے لئے رحمت ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے ماننے والوں کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول میں تمہارے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (الاحزاب:22) کہ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔ پس اس اُسوۂ حسنہ پر چلنے کے بغیر مسلمان مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے توحید کے قیام کے بھی نمونے قائم کئے۔ عبادتوں کے بھی نمونے قائم کئے۔ اعلیٰ اخلاق کے بھی نمونے قائم کئے اور حقوق العباد کے بھی نمونے قائم فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر 2017ء)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)